حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لجنہ اماء اللہ سے روح پرور خطابات

لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ

"اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا۔۔۔"

شعبہ تربیت لجنہ اماء اللہ جرمنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لجنہ اماء اللہ سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ یوکے 2012ء

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ؕ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝

لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ ۟ۙ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْۢ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی ۗ لَا انْفِصَامَ لَھَا ؕ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ۬ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـُٔھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ (البقرۃ:257-258)

ان آیات کا ترجمہ پہلے بھی آپ نے تلاوت میں سنا۔ اب دوبارہ پیش کرتا ہوں کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی۔ پس جو کوئی شیطان کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقیناً اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ اور اللہ بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔ اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے دوست شیطان ہیں۔ وہ ان کو نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں۔ یہی

لوگ آگ والے ہیں وہ اس میں لمبا عرصہ رہنے والے ہیں۔ یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کیں، ان کا ترجمہ بھی آپ نے سنا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اس اجلاس کے آغاز میں بھی یہ دو آیات تلاوت کی گئی تھیں۔ اس کے ترجمہ سے آپ پر واضح ہو گیا ہو گا کہ ان آیات میں اسلام کی خوبصورت تعلیم، ایمان کی مضبوطی اور اس پر مضبوطی سے قائم ہونے کے طریقۂ کار، اللہ تعالیٰ کے مومنوں پر فضل اور انعامات، اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے، اللہ تعالیٰ کی باتوں کا انکار کرنے والوں پر شیطانی تسلط اور اُن کے انجام کا ذکر ہے۔ یہ چند موٹی باتیں ہیں جو مَیں نے خلاصۃً بیان کیں۔ لیکن ان آیات کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے ان کی تفصیل میں جانا بھی ہر ایک کے لئے کچھ حد تک ضروری ہے۔ بعض لوگ اسلام پر سوال اور اعتراضات کرتے ہیں۔ غیر مسلموں کی طرف سے سوال اُٹھتے رہتے ہیں۔ ایک تو اُن کا جواب ان آیات میں دیا گیا ہے۔ دوسرے اُن کے مقابلے کے لئے یہ بنیادی جواب نوجوان لڑکیوں اور لڑکوں بلکہ ہر احمدی کو پتہ ہونا چاہئے اور ہم دیتے بھی ہیں آج کل تو لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کے حوالے سے کافی نوجوان بھی بحث میں شامل ہوتے ہیں اور غیروں کو جواب دیتے ہیں۔ لیکن بعض احمدی خاص طور پر نوجوان بچیاں بچے آیت کے اس حصّے کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ، کہ دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں ہے، کا لاعلمی کی وجہ سے یہ مطلب بھی لے لیتے ہیں کہ ایک مسلمان کے بارے میں بھی یہ حکم ہے۔ جو کہ غلط مطلب ہے اور وہ غیروں کے سوال جواب کے دوران بھی یہ باتیں کر جاتے ہیں اور پھر مشکل میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اور اس وجہ سے جن نوجوانوں کا، جن لوگوں کا آزادی کی

طرف زیادہ رجحان ہے وہ یہ سوال بھی اُٹھا دیتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ لَآ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ کہ دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں ہے تو پھر ہمیں نظامِ جماعت پابندیوں میں کیوں جکڑتا ہے؟ مثلاً احمدیوں کے غیروں سے رشتہ کے معاملات ہیں، پردے کا معاملہ ہے یا دوسرے بعض احکامات ہیں۔

پس مختلف صورتوں میں اس کے بارے میں سوال ذہنوں میں پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں۔ اس لئے اس کو جاننے کے لئے جیسا کہ مَیں نے کہا کچھ تفصیل میں جانے کی ضرورت ہے۔ اس لئے ان آیات کے بعض الفاظ کے معنی جاننے کی بھی ضرورت ہے، اُن کی مدد سے ان آیات کو سمجھنا ضروری ہے۔ پس اس لحاظ سے میں آج سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ پہلی بات تو یہاں یہ واضح ہو کہ جیسا کہ مَیں نے بار بار ترجمہ سنایا ہے، کہ لَآ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ کا مطلب ہے کہ دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں ہے۔ کوئی بھی دین اختیار کرنا یا نہ کرنا، کسی مذہب کو ماننا یا نہ ماننا ہر انسان کے اپنے اختیار میں ہے۔ اسلام کسی پر زبردستی نہیں کرتا۔ کوئی عیسائی ہونا چاہتا ہے، یہودی ہونا چاہتا ہے، ہندو ہونا چاہتا ہے یا بدھسٹ ہونا چاہتا ہے یا لا مذہب رہنا چاہتا ہے، خدا پر یقین نہیں کرتا تو کسی پر بھی زبردستی نہیں کی جاسکتی کہ ضرور تم نے مذہب کو قبول کرنا ہے اور اسلام کو قبول کرنا ہے۔ ہر انسان کا مذہب اُس کا ذاتی فعل ہے۔ مسلمانوں کو صرف یہ حکم ہے کہ تم اس مذہب کی، جو آخری شرعی مذہب ہے، تبلیغ کرو۔ اُس کی خوبیوں کو بیان کرو۔ یہ کامل اور مکمل مذہب ہے۔ ہر مذہب والے کو براہین و دلائل سے ثابت کرو کہ اسلام ہی آخری

مذہب ہے۔ کامل اور مکمل مذہب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری شرعی نبی ہیں۔ قرآنِ کریم سے بڑھ کر نہ کوئی پہلے کامل شریعت اتری، نہ اتر سکتی ہے اور یہی آخری شریعت ہے جو اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہے جو تا قیامت قائم رہنے والی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ ہی کوئی کامل انسان پہلے پیدا ہوا، نہ کوئی نبی کامل نبی تھا اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔ پس یہ پیغام تو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانا ایک مسلمان کا، ہر احمدی کا، ہر مرد کا، عورت کا فرض ہے۔ لیکن کسی کو مجبور نہیں کیا جاسکتا لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۔ یقیناً ہدایت اور گمراہی کا فرق کھل کر ظاہر ہو گیا۔ رُشد کا مطلب ہے صحیح راستہ، صحیح عمل، صحیح رہنمائی، اعلیٰ اخلاق، ذہنی نشوونما اور معیار کی بلوغت اور انتہا۔ اور الْغَیِّ کا مطلب ہے گمراہی، تباہی، ناکامی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہاں مزید وضاحت کر دی، کھول دیا کہ ہر نیک فطرت انسان جس چیز کو چاہتا ہے، وہ صحیح راستہ ہے جو نیکیاں کرنے کی توفیق دے، نیک عمل بجالانے کی توفیق دے جو خدا تعالیٰ کو بھی پسند ہیں۔ اعلیٰ اخلاق اپنانے اور اُن کا ادراک اُس کو حاصل ہو، اُن کا اظہار کرنے والا ہو تا کہ معاشرے میں بھی اُس کو بہتر سمجھا جائے تا کہ پھر جو خدا کو ماننے والے ہیں، وہ خدا کی رضا حاصل کرنے والے بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں بھی اچھا تأثر پیدا کر سکیں۔ اپنے تعلقات مضبوط کریں۔

اعلیٰ اخلاق دکھا کر اپنے بارے میں، اپنے ماحول میں، اپنے معاشرے میں نیک اثر قائم کریں۔ ذہنی استعدادوں کو عروج پر لے کر جائیں اور اُن کا ایسا استعمال کریں جو جہاں انسان

کے اپنے فائدہ کے لئے ہو، اپنے لئے فائدہ مند ہو وہاں خدا تعالیٰ کی مخلوق کے لئے بھی فائدہ مند ہو۔ گمراہی، ناکامی اور تباہی سے بچے۔ پس یہ سب چیزیں اسلام اور قرآن کی تعلیم میں ہی میسر ہیں۔ جب ایک مسلمان دنیا کو یہ بتائے **کہ یہ اسلام کی تعلیم ہے اور یہ اس تعلیم کے فوائد ہیں تو** دنیا کی توجہ خود بخود اس دین اور مذہب کی طرف پیدا ہو گی۔

پس جب یہ تعلیم واضح ہو جائے، اس تعلیم کے فوائد سامنے آ جائیں، اُس کی خوبیاں روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائیں اور چمک رہی ہوں تو پھر ضرورت کیا رہ جاتی ہے کہ اس کے پھیلانے کے لئے جبر کیا جائے، زبردستی کی جائے جو کہ بعض غیر مسلم مسلمانوں پر الزام بھی لگاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے لئے کھلا راستہ چھوڑا ہے۔ دونوں راستوں کی نشاندہی کر دی ہے کہ یہ ہدایت کا راستہ ہے، یہ گمراہی کا راستہ ہے اور جو راستہ تم چاہو اختیار کرو۔ ہدایت کا راستہ اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنو گے۔

گمراہی کا راستہ اختیار کرو گے تو سزا کے مورد ٹھہرو گے۔ پھر اس کے ساتھ ہی ہدایت کا راستہ اور گمراہی کا راستہ بتا کر مسلمانوں کے ذمّہ بھی یہ کام لگا دیا کہ تمہارا کام راستوں کی نشاندہی کرنا ہے، دنیا کو بتانا ہے کہ یہ یہ راستے ہیں۔ لیکن کبھی اگر تمہارے ہاتھ میں طاقت بھی آ جائے تو تب بھی تم نے جبر نہیں کرنا۔ جبر کی کسی صورت میں تمہیں اجازت نہیں دی جاتی۔ **پس یہاں مسلمانوں پر بھی ایک ذمّہ داری لگا دی گئی ہے** کہ جب تم ہدایت اور گمراہی کی قرآنی تعلیم کی روشنی میں نشاندہی کر رہے ہو تو خود بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑو گے، اپنے اخلاق کے معیار اونچے

کروگے، اپنی ذہنی صلاحیتوں اور استعدادوں کو دین کی بہتری اور اُس کے پھیلانے کے لئے خرچ کروگے، تبھی تبلیغ کے کام کو صحیح رنگ میں انجام دے سکتے ہو۔

پس جب ایک مسلمان کے، ایک احمدی کے قول و عمل دیکھ کر نیکیوں کو اپنانے کی خاطر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے جب کوئی یہ پیغام قبول کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ جزا پانے والا ہو گا۔ اور جو کوئی شیطانی طاقتوں اور لالچوں کی وجہ سے انکار کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سزا پانے والا ٹھہرے گا۔ پھر فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے شیطانی طاقتوں اور لالچوں کا انکار کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان کو مضبوط کرے تو گویا اُس نے ایک ایسے کڑے یا ایسی مضبوط چیز پر ہاتھ ڈالا ہے جو قابلِ اعتماد بھی ہے اور نہ ٹوٹنے والی بھی۔ پس جو نیک نیتی سے یہ کام کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث ہو گا۔ **پس یہ تعلیم جو مسلمان کو دی گئی ہے، ایک مومن کو دی گئی ہے یہی تعلیم ہے جس پر عمل کر کے ایک احمدی حقیقی مومن کہلا سکتا ہے۔** جب دوسرے کو مضبوط کڑے کو پکڑنے کی تلقین کی جا رہی ہے، جب دنیا کو بتایا جا رہا ہے کہ اب حق صرف اور صرف اسلام کی تعلیم میں ہے تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ خود اپنے اوپر بھی اس تعلیم کے عملی اظہار کی ضرورت ہے۔ خود کس قدر ایک احمدی مسلمان عورت اور مرد پر ذمّہ داری ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان مضبوط کرتے ہوئے اسلام کی اس کامل تعلیم، رہنما تعلیم، دنیا و عاقبت سنوارنے والی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اس مضبوط کڑے پر ہاتھ ڈالے اور اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھے۔ یہاں عُرْوَۃ کے مختلف معنی بھی بتانا چاہوں گا۔ عُرْوَۃ کے معنی ہیں

دستہ یا ہینڈل ، اس چیز کے بھی ہوتے ہیں جس سے کسی چیز کو پکڑا جاتا ہے۔ **عُرْوَۃ** اُس چیز کو بھی کہتے ہیں جس پر اعتبار کیا جائے۔ **عُرْوَۃ** اُس چیز کو بھی کہتے ہیں جس کی طرف مشکل وقت میں جایا جائے، مدد کے لئے رجوع کیا جائے۔ **عُرْوَۃ** ہمیشہ رہنے والی اور کبھی ضائع نہ ہونے والی چیز کو بھی کہتے ہیں۔ **عُرْوَۃ** بہترین مال بھی ہوتا ہے۔

پس **عُرْوَۃ** کو دستوں کے معنوں میں لیں گے تو مطلب ہو گا کہ دین کی تعلیم کے برتن کو مضبوطی سے پکڑ لیا تاکہ دین کے مائدہ سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ اس میں وہ روحانی غذا ہے، دینی تعلیم ہے جس سے آپ فائدہ اُٹھا سکتی ہیں۔ حسبِ ضرورت اپنی بھوک اور پیاس مٹا سکتی ہیں۔ **عُرْوَۃ** کو جب اعتبار اور سہارے کے معنوں میں استعمال کیا جائے تو مطلب ہے کہ دین ہی ہے جس کے سہارے انسان اپنے نیک انجام تک پہنچ سکتا ہے۔ وہ رسّہ ہے جس کے سہارے اوپر چڑھ کر انسان ترقی کی منازل طے کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح جماعت کی ترقی کا بھی حصہ بن سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران:104)

تم سب کے سب اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ مت ڈالو۔

پس اب کیونکہ <u>اللہ تعالیٰ کے نزدیک کامل دین اسلام ہی ہے</u>۔ اس لئے اس دین کی تعلیم کا سہارا تلاش کرو۔ اگر ادھر اُدھر کے سہارے تلاش کئے تو گر جاؤ گے، گڑھوں میں گر جاؤ گے۔ آپس کی اکائی بھی دینی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی قائم رہے گی۔ جماعت کی مضبوطی بھی دینی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی قائم رہے گی۔ تمہارا اپنا بھی حقیقی مسلمان اور مومن

کہلانا اُس وقت تک قائم رہے گا جب تک یہ دین کا کڑا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ ہر مصیبت میں اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل ہی ایک انسان کے لئے چین و سکون کا باعث بن سکتا ہے۔ **پس یہ ایک حقیقی مومن کا کام ہے کہ اسلامی تعلیم پر عمل کرنے کے لئے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحہ:٦) کی دعا ہمیشہ کرتا رہے۔** خدا تعالیٰ سے اس کا فضل مانگتے ہوئے دین پر قائم رہنے کی کوشش کرے، اپنے ایمان کو مضبوط کرے، حقیقی مومن بنے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ایک جگہ سورۃ نور میں کہ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (النور:52)

یعنی مومنوں کا قول جب اُنہیں اللہ اور اُس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ اُن کے درمیان فیصلہ کرے، محض یہ ہوتا ہے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ اور یہی ہیں جو مراد پانے والے ہیں۔ پس جب تک ہر احمدی مرد عورت کی طرف سے یہاں پوری طرح سننے اور اطاعت کرنے کا مظاہرہ نہیں ہو گا، اُس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتے۔ پھر فرمایا: وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ (النور:53)

اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اُس کا تقویٰ اختیار کرے تو یہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ پس پھر یہاں اللہ اور رسول کی اطاعت، دین کی تعلیم پر عمل، اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔ جو کامیابیاں عطا کرتا ہے اس کے بغیر کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ پھر فرمایا: وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (النور:54)

اور انہوں نے اللہ کی پختہ قسمیں کھائیں کہ اگر تُو اُنہیں حکم دے تو وہ ضرور نکل کھڑے ہوں گے۔ تُو کہہ دے کہ قسمیں نہ کھاؤ، دستور کے مطابق اطاعت کرو۔ یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اُس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔ پس یہاں اب یہ آیات پڑھنے کا میرا مقصد یہ تھا کہ اُن لوگوں کے لئے مزید کھول کر واضح کر دوں جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کہ دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ پھر یہ پابندیاں کیوں ہیں؟ یہ قواعد وضوابط کیوں بنائے ہوئے ہیں؟ یہ اس سختی سے ہم پر پابندیاں کیوں کروائی جاتی ہیں؟ بعض دفعہ تعزیر اور سزائیں کیوں دی جاتی ہیں؟

ان آیات میں سے جیسا کہ مَیں نے کہا سورۃ نور کی آیات ہیں جو مَیں نے پڑھی ہیں ان سے واضح ہو گیا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت ضروری ہے۔ جماعت کے قواعد کی پابندی ضروری ہے جو شریعت کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ کوئی ایسا قاعدہ قانون نہیں ہے جس پر کوئی یہ انگلی اُٹھا سکے کہ یہ شریعت سے ہٹ کر ہے۔ اور خاص طور پر یہ جو آیات ہیں، یہ آیتِ استخلاف جو ہے اُس سے پہلے کی آیات تھیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر خلافت سے وابستہ رہنا ہے، جماعت سے وابستہ رہنا ہے تو اس کے لئے پھر اطاعت بھی لازمی ہے اور ضروری ہے۔ یہ سوال نہیں کہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کا اسلام میں حکم ہے اور ہم سے زبردستی بعض کام کروائے جاتے ہیں۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ جماعت سے منسوب رہنا ہے تو ان باتوں کی پابندی کرو۔ یہ پابندی ضروری ہے۔ اس لئے لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو ایمان لے آئے ہیں اُن کو کہا جائے کہ اب جو مرضی ہے تمہاری کرو اور تم پر کسی قسم کی

قدغن نہیں، کوئی پابندی نہیں، آزاد ہو۔ یہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ تو اُن کے لئے ہے جو ایمان لاتے ہیں اور دین چھوڑ دیتے ہیں۔ اُن پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ قرآنِ کریم کی اور بھی بہت ساری آیات ہیں جو یہ واضح کرتی ہیں کہ دین میں شامل کرنے یا نکلنے سے روکنے میں کوئی زبردستی نہیں۔ لیکن کیونکہ ایسے لوگ حق کا انکار کرنے والے ہیں اس لئے حق کے منکر کی سزا جو خدا تعالیٰ نے دینی ہے وہی دے گا۔ کسی انسان کو یہ حکم نہیں دیا گیا کہ دین میں شامل ہونے یا نکلنے والے کو تم سزا دو۔ انسانوں کو حکم نہیں ہے کہ زبردستی کرواؤ۔

لیکن جو دینِ اسلام میں رہنا بھی چاہتا ہے اور نظامِ جماعت سے وابستہ بھی رہنا چاہتا ہے، یہ بھی کہتا ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر جماعت میں شامل ہو گیا ہوں، خلافت سے بھی وابستہ ہوں اور پھر یہ کہتا ہے یا کہتی ہے کہ اپنی مرضی ہے، ہم جو چاہیں کریں، اُن کے لئے اجازت نہیں ہے۔ **اسلام میں رہنے والوں کے لئے تو ایک ہی راستہ ہے کہ اس کی تعلیم پر عمل کرو ورنہ تم مومن نہیں کہلا سکتے۔** اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے: فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْاؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ (ھود:113) کہ پس جیسے تجھ کو حکم دیا جاتا ہے اُس پر مضبوطی سے قائم ہو جا اور وہ بھی قائم ہو جائیں جنہوں نے تیرے ساتھ توبہ کی اور حد سے نہ بڑھو۔ اب تو ہر سال ہی بیعت ہوتی ہے اور دنیا میں ہر جگہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے سنی بھی جاتی ہے، بلکہ اس سال تو دو تین جلسوں پر ایم ٹی اے کے ذریعے سے Live بیعتیں ہوئی ہیں اور ہر ایک نے بیعت کی ہے۔ اور بیعت کرتے وقت ہم اُس میں یہ عہد بھی کرتے ہیں کہ ہم معروف فیصلہ پر عمل

کریں گے اور توبہ بھی کرتے ہیں۔ پس ایک طرف تو یہ اعلان ہے جو بار بار ہر احمدی کرتا ہے۔ مرد ہو، عورت ہو، جوان ہو، بچہ ہو۔ پھر یہ اعتراض بھی ہے کہ دین میں جبر نہیں ہے تو پھر زبردستی کیوں ہے؟ بعض پابندیاں کیوں کروائی جاتی ہیں؟ یہ توبہ کا جو معیار ایک مسلمان کے لئے رکھا گیا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے اسوہ پر چلنے کا مومن کو اور ہر مومنہ کو، ہر نوجوان کو، بوڑھے کو، مرد کو، عورت کو حکم دیا گیا ہے جو کلمہ پڑھتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ کَانَ خُلُقُہٗ الْقُرْاٰن کہ آپ کا عمل تو قرآن تھا، قرآن کا ہر حکم آپ کے لئے اس طرح تھا جس طرح ایک انسان کی زندگی کے لئے خوراک ضروری ہے۔ آپؐ کے اخلاق کامل تھے اور قرآن کے ہر حکم کی تعلیم کرنے والے تھے۔ **پس اسلام لانے کے بعد، احمدیت اور حقیقی اسلام قبول کرنے کے بعد یہ بہانہ نہیں کہ دین میں جبر نہیں ہے اس لئے ہم اپنی مرضی سے جو چاہیں کریں۔ یہ بڑی غلط سوچ ہے۔** ایک عام دنیاوی تنظیم جو ہے، یا حکومتیں جو ہیں، اپنے قواعد اور قانون کی پابندی کرواتی ہیں اور اس پر سختی کرواتی ہیں اور اعلان کرتی ہیں کہ اگر پابندی نہیں کرو گے، اگر تنظیمیں ہیں یا کلب ہیں تو وہ اپنے ممبر شپ سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ ملک ہیں تو وہ قانون کے تحت سزا دیتے ہیں یا انسان جو ملک کے قانون کی پابندی نہیں کرتا وہاں سے نکل جاتا ہے۔ اسلام جو مکمل ضابطہ حیات ہے، جو زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کرتا ہے، اُس کو (cover) کیا ہوا ہے، اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اپنے قوانین کی پابندی کروائے ۔ اور قوانین کیا ہیں؟ وہی

احکامات جو قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے واضح کر کے بیان فرمائے ہیں۔ یا وہ احکامات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول سے ہمیں بتائے، یا اپنی سنت سے بتائے۔ یہ تو اسلام کی خوبصورتی ہے کہ اگر کوئی کہے کہ میں ان پابندیوں میں رہنا نہیں چاہتا تو پھر اسلام کہتا ہے کہ تمہیں آزادی ہے، دینِ اسلام کی حدود سے باہر چلے جاؤ، یا اگر اسلام کے دائرہ میں رہنا ہے تو پھر بہر حال ڈسپلن کی پابندی کرنی پڑے گی جو قائم کیا گیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ اعلان فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے اعلان کروایا کہ یہ اعلان کر دیں کہ میری عبادتیں، میری قربانیاں، میری زندگی اور میری موت سب خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ یعنی میرا ہر عمل قرآن ہے۔ حضرت عائشہؓ کے قول کی قرآنِ کریم خود تصدیق کر رہا ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے اسوہ پر چلنے کا ہمیں حکم ہے، اُن کی تو زندگی کا ہر لمحہ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو گیا تھا۔ **ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم میں وہ تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا ہمیں بنائیں۔** یا ہمارا نفس ہمیں اس طرف لے جا رہا ہے کہ زمانے کے ساتھ چلو۔

اللہ تعالیٰ نے بھی تمہیں کہہ دیا ہے کہ تم پر کوئی سختی نہیں۔ بندے اور خدا کا معاملہ ہے اس لئے دوسروں کو دخل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ بعض لوگ نمازوں کے لئے بھی کہو تو کہہ دیتے ہیں ہمارا اور خدا کا معاملہ ہے تم کون ہوتے ہو؟ خدا کا معاملہ ہے، قرآنِ کریم میں اس کی پابندی کروائی گئی ہے اور اس نظام کو بھی پابند کیا گیا ہے۔ خلافت کے ساتھ منسلک رہنا ہے تو عبادتوں کی طرف بھی توجہ دینی ہو گی۔ **پھر شیطان دل میں یہ خیال ڈالتا**

ہے کہ خلیفہ وقت اور نظامِ جماعت تم پر غلط اور ناجائز سختیاں کر رہا ہے۔ اگر ہم میں سے کسی کی سوچ یہ ہے کہ نظامِ جماعت یا خلیفہ وقت ہم پر ناجائز سختیاں کر رہا ہے تو وہ غلط ہے۔ اُس کو اپنی فکر کرنی چاہئے، اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد جو مَیں نے پہلے پڑھا تھا کہ فَاسۡتَقِمۡ کَمَاۤ اُمِرۡتَ وَ مَنۡ تَابَ مَعَکَ وَ لَا تَطۡغَوۡا ؕ یہ حکم تو اصل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کے لئے ہے۔ یہ آپؐ کے لئے نہیں۔ آپؐ تو پہلے دن سے ہی اللہ تعالیٰ کی رضا میں فنا ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سند جاری فرما دی تھی کہ آپ اعلان کر دیں کہ میرا اپنا تو اب کچھ بھی نہیں رہا۔ جو کچھ ہے خدا تعالیٰ کا ہے۔ اس لئے وَلَا تَطۡغَوۡا، کہ حد سے نہ بڑھو۔ یہ اشارہ اور یہ ارشاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں تھا بلکہ ہمارے لئے تھا کہ تمہاری کچھ حدود ہیں اور وہ حدود ہیں جو قرآنِ کریم نے مقرر کر دی ہیں۔ تمہاری حدود وہ ہیں جن کا اسوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرما دیا ہے۔ ان حدود سے آگے بڑھے تو تم خدا تعالیٰ کی حدود کو توڑنے والے ہو گے۔ پس فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ لاعلمی میں کوئی ایسی بات نہ ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑنے والی بن جائے۔ لاعلمی میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی غلط تشریح کر کے کہیں کوئی اللہ تعالیٰ کی حدود توڑنے والا نہ بن جائے۔ پس ہر عورت کو، نوجوان کو، بوڑھی کو، مرد کو یہ خیال ہمیشہ رکھنا ہو گا کہ ہم نے اپنی حدود کو جاننا اور پہچاننا ہے اور اُن کا خیال بھی رکھنا ہے، یعنی اُن پر عمل بھی کرنا ہے۔ انسان کمزور ہے، غلطی سے یا بشری کمزوری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بعض دفعہ تعمیل نہیں بھی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ

بڑا رحیم اور کریم ہے، استغفار پر معاف بھی فرماتا ہے، درگزر بھی فرماتا ہے لیکن ایک غلط حرکت کرنا اور پھر اُس پر ضد کرنا اور بحث کرنا اور سمجھانے والوں کو برا بھلا کہنا، یہ بات انسان کو اللہ تعالیٰ کی حدود توڑنے والا بناتی ہے اور پھر گناہوں میں بھی بڑھاتی ہے۔ پس **اللہ تعالیٰ کے پیغام کو ہم سب کو سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں نہ ہی زبردستی مسلمان بنایا گیا ہے، نہ ہی تم نے اس زمانے میں زمانے کے امام کی بیعت اس لئے کی ہے کہ تمہیں کوئی خوف تھا بلکہ اپنی مرضی سے یہ سب کچھ تم نے کیا ہے۔**

جب اپنی مرضی سے سب کچھ کیا ہے تو اس نظام کی پھر پابندی کرنی بھی ضروری ہو گی۔ نہ ہی کبھی یہ ہوا کہ اسلام میں رہنے کے لئے کسی پر زبردستی کی گئی ہو، گو غیر احمدیوں کے یہی نظریات ہیں کہ زبردستی اگر اسلام میں کوئی آ گیا اور جب نکلتا ہے تو مرتد بن گیا اور اُس کو قتل کر دو۔ لیکن کہیں بھی قرآنی تعلیم سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ اس زمانے میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو مزید کھول کر یہ واضح فرما دیا کہ اسلام میں زبردستی نہیں ہے لیکن جب تم ایک دفعہ داخل ہو گئے ہو اور رہنا چاہتے ہو تو پھر بہر حال پابندی کرنی پڑے گی۔ جب تم نے اس دین کو قبول کر لیا جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والا دین ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرو گے تو شیطان سے نجات پاؤ گے۔ اور یہ شیطان سے نجات کا راستہ اُس وقت تک نظر آتا رہے گا **جب تک تم نظامِ خلافت کے کڑے پر ہاتھ ڈالے رکھو گے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پکڑے رکھو گے۔** اللہ تعالیٰ دعاؤں کو بھی سنتا ہے اور دلوں کا حال بھی جانتا

ہے۔ اس لئے نیک نیتی کے ساتھ اس مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور ہر احمدی کو، عورت مرد کو یہ حکم ہے کہ دعائیں کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے تو اس پر قائم بھی رکھے اور شیطانی خیالات کو اللہ تعالیٰ مجھ پر حاوی نہ ہونے دے۔ اگر یہ سب کچھ ہوگا تو دنیا کی جو لذات ہیں، دنیا کے فیشن ہیں یا یہ احساسِ کمتری کہ اگر ہم دنیا کے مطابق نہ چلے تو ہمیں دنیا کیا کہے گی، یہ سب چیزیں بے حیثیت ہو جائیں گی۔ دین اور جماعت مقدّم ہو جائے گی۔ ایک احمدی لڑکی اپنی حیا کی حفاظت کرنے والی ہو جائے گی۔ اُس کو یہ خیال نہیں آئیں گے کہ کیا حرج ہے اگر میری تصویر رسالوں میں چھپ جائے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا جو پردہ کا حکم ہے اُسے اس بات سے روکے رکھے گا کہ یہ حرکت نہیں کرنی۔ یہ خیال پیدا ہوگا کہ **اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں کوئی نہ کوئی حکمت ہے اور یہ حکم بھی پردہ کا اور اپنی حیا کا قرآنِ کریم کے حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ اس لئے میں نے بہرحال اپنی حیا اور اپنے پردہ کی حفاظت کرنی ہے۔ تمام اُن باتوں پر عمل کرنا ہے یا کرنے کی کوشش کرنی ہے جن کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔**

اللہ تعالیٰ سے اُن راستوں پر چلنے کی دعا مانگنی ہے جو اُس کی پسند کے راستے ہوں۔ خلیفۂ وقت کی طرف سے ملنے والے ہر حکم کی تعمیل کر کے اپنے عہد کو پورا کرنا ہے کہ جو بھی معروف فیصلہ وہ کریں گے اُس کی پابندی ضروری سمجھوں گا اور یہ پابندی قرآنِ کریم میں ہے۔ جب اس سوچ کے ساتھ ہر عورت زندگی بسر کرنے کی کوشش کرے گی، ہر مرد زندگی بسر کرنے کی کوشش کرے گا تو پھر یہ کڑا جس پر اُس نے ہاتھ ڈالا ہے اُسے شیطانی

اور دنیاوی خیالات سے بچانے کی ضمانت بن جائے گا۔ اس کی وضاحت بھی جو پہلے میں نے آیت تلاوت کی اُن میں سے اگلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمادی ہے کہ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا (البقرۃ:258)

کہ اللہ تعالیٰ اُن کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ پس اس بات کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ اللہ تعالیٰ جس کا دوست ہو جائے، شیطان وہاں آسکے۔ کل ہی مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے یہ بتایا تھا کہ شیطان وہیں آتا ہے جہاں رحمان سے تعلق کٹتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ یہ اعلان فرماتا ہے کہ جن کا وہ ولی ہو جائے، اُنہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ اُس روشنی کا حقیقی پتہ دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اب کیا کوئی پسند کرے گا کہ اندھیروں سے روشنی کی طرف نہ آئے؟ یہ دنیاوی روشنی نہیں ہے، یہ دنیا کی چمک دمک نہیں ہے بلکہ <u>ایک مومن کا مطمح نظر اللہ تعالیٰ کی رضا بن جاتا ہے اور یہ وہ روشنی ہے جو اس رضا کو حاصل کرنے والا بناتی ہے۔ پھر یہ دنیاوی آسائشیں، چمک دمک اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والوں کے گھر کی لونڈی بن جاتی ہیں۔</u>

پس ایک مومن کو اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دی ہے کہ تمہارا ایمان لانا، ہدایت کو پانا، اُس پر قائم رہنا، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا تمہیں اللہ تعالیٰ کا دوست بنا دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا دوست بننے کے لئے، اپنے ایمان میں ترقی کرنے کے لئے اس کڑے کو پکڑے رکھو ورنہ شیطان گھات لگائے بیٹھا ہے، وہ کسی وقت بھی تمہیں اُچک لے گا۔ اپنا

دوست بنانے کے لئے بڑے بڑے سبز باغ دکھائے گا۔ شیطان بھی دوست بنانے کے لئے باغ دکھاتا ہے اور شیطان ورغلاتا بھی لالچ دے کر ہی ہے اور جو بھی اُس کے بھرّے میں آگیا، اُس کی لالچ میں آ گیا، سمجھ لے کہ وہ اندھیروں میں ڈوب گیا۔ بظاہر دنیا کی روشنی دکھا کر شیطان ورغلائے گا لیکن حقیقت میں یہ اندھیروں کی طرف لے جانے والی ہو گی۔

یہاں مَیں یہ بھی واضح کر دوں کہ مومن کی، ایک ایمان لانے والی کی اللہ تعالیٰ نے خود ہی بعض خصوصیات بیان فرمائی ہیں۔ مختصر ایک دو میں یہاں بیان کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سب محبتوں سے زیادہ ایک مومن میں ہوتی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جائے تو پھر شیطان کے حملے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ **پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر سن کر اُن کے دل ڈر جاتے ہیں**۔ جو بات اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے کی جائے، ایک خوف پیدا ہوتا ہے اور پھر اُس کو کرنے کی طرف یا رُکنے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ پھر ایک مومن کی نشانی یہ بھی ہے۔ کہ **نماز کو اُن کی شرائط کے ساتھ ادا کرے**۔ یہ بھی بڑی ضروری چیز ہے، فرائض میں شامل ہے۔ پھر مومن اپنے رزق میں سے **خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں**۔ یہ بھی آج اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر فضل ہے کہ حقیقی ایمان کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں۔

پس احمدی کی یہ خصوصیات جو ہیں، جن جن میں ہیں، یا جن میں کمزوریاں ہیں اُن کو اپنا جائزہ لینا چاہیئے، دیکھیں کس حد تک ہیں اور کس حد تک ان کمیوں کو پورا کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کی ایک نشانی یہ بھی ہے جو پہلے بھی میں

نے بیان کی کہ اللہ اور اُس کے رسول کی آواز پر سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہتے ہیں۔ **ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔**

پس ہر احمدی کی سوچ کا دائرہ خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ہونا چاہئے۔ اگر ہر لڑکی، ہر عورت اس سوچ کی حامل ہو جائے گی تو ہماری آئندہ نسلوں کے لئے دین پر قائم رہنے کی ضمانت بھی مل جاتی ہے۔ پس اپنے مقاصد کو اونچا رکھیں۔ **دنیاوی ترجیحات کی جگہ خدا کی رضا ہر عورت کی اولین ترجیح ہونی چاہئے، ہر مرد کی ہونی چاہئے۔** یہ نظم بھی جو آپ نے سنی ہے اس میں بھی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے درد سے اپنے دل کا نقشہ کھینچا ہے اور اس میں اپنی ذات کے لئے ہی نہیں مانگا بلکہ اُس جماعت کے لئے بھی مانگا ہے جس کی رہنمائی آپ کے سپرد تھی۔ پس آج بھی اور ہمیشہ ہی خلیفہ وقت کی اپنے لئے بھی اور جماعت کے لئے بھی یہی دعا ہو گی۔ آج کفر و بدعت پہلے سے زیادہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ الیکٹرانک رابطوں کے ذریعہ سے تمام دنیا ایک ہو چکی ہے۔ ان رابطوں کے ذریعے جن میں موبائل شامل ہیں، انٹرنیٹ وغیرہ شامل ہیں اور اب تو موبائل فونوں میں بھی انٹرنیٹ مہیا ہونے لگ گئے ہیں، اور اکثر بچوں نے بھی پکڑے ہوتے ہیں۔ نوجوانوں نے بھی پکڑے ہوتے ہیں۔ لڑکیوں نے بھی اور لڑکوں نے بھی، جن کو یہ پتہ ہی نہیں کہ ان کا جائز استعمال کیا ہے اور ناجائز استعمال کیا ہے؟ شوق میں کرتے رہتے ہیں اور پھر بعض دفعہ ناجائز استعمال کی عادت پڑ جاتی ہے اور اسی طرح مختلف اَور بیہودہ چیزیں بھی ہیں۔ ان چیزوں نے نیکیوں سے زیادہ برائیاں پھیلانے کا کام شروع کیا ہوا ہے۔

پس والدین کو اپنے بچوں کے بارے میں یہ بھی علم ہونا چاہئے کہ جب اُن کے ہاتھوں میں موبائل پکڑا دیتے ہیں اور نئی قسم کے موبائل پکڑا دیتے ہیں جس میں ہر قسم کی اپلیکیشن (Application) وغیرہ مہیا ہیں تو پھر اُن پر نظر رکھنی چاہئے۔

کیونکہ بعض دفعہ شکایات آتی ہیں یہ سوچتے ہی نہیں اور پھر بعد میں پتہ چلتا ہے کہ ہماری لڑکیاں بھی اور لڑکے بھی ان برائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ **پس ان برائیوں کے خلاف ہمیں بھی آج جہاد کی ضرورت ہے جو انٹرنیٹ اور ٹی وی وغیرہ اور دوسرے ذریعے سے دنیا میں پھیلائی جارہی ہیں۔** حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفر و بدعت کو غرق کرنے کے لئے طوفانِ نوح جیسا طوفان مانگا تھا۔ اگر ہمارا دعویٰ ہے اور **یقیناً ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نے دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لاکر ڈالنا ہے۔ تو پھر ہمیں بھی ایسی دعائیں کرنی ہوں گی جو اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت کو کھینچ کر لائیں،** کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر یہ ممکن نہیں کہ ہم دنیا کو فتح کر سکیں۔ اور جب دعائیں مانگیں گے تو ہمیں اپنے عمل بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے ہوں گے۔

اپنے دلوں کو ہر قسم کی بدیوں سے دھونا ہو گا تا کہ ہمارے سینے نور سے بھر جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا ولی ہو جائے اور ہم کامیابیوں کی منزلیں طے کرنے والے ہوں۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ ایک سچی تڑپ کے ساتھ، اُس تڑپ کے ساتھ جس تڑپ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ شعر کہے۔ اپنی روح کی مرض کا، بیماری کا علاج بھی خدا تعالیٰ سے مانگے کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر یہ علاج بھی نہیں ہو سکتا۔

قرآنی احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور جھک کر اُس سے مدد بھی مانگے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر کوئی عمل، عملِ صالح نہیں ہو سکتا۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد کامل اطاعت کے ساتھ اس پر قائم رہنے کی دعا بھی مانگے کہ اس کے بغیر دین پر قائم رہنا ممکن نہیں۔

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد بندے کو خدا سے ملانا، اسلام کی حقّانیت دنیا پر ثابت کرنا اور دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا تھا۔ اور یہی ہمارا مقصد ہے اور اس مقصد کو، جیسا کہ میں نے کہا، ہم اُس وقت تک حاصل نہیں کر سکتے، جب تک ہم اپنے ہر عمل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ دین کو دنیا پر مقدّم نہیں سمجھیں گے۔ اپنے دلوں کو اُس نور سے منور نہیں کریں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی۔ پس ہر احمدی بچی اور عورت کو اپنی اس ذمّہ داری کو سمجھنا چاہئے۔ **عورت پر بہت بڑی ذمّہ داری ہے۔ صرف اپنے دل کو ہی اس روشنی سے روشن نہیں کرنا بلکہ اپنی اولاد کے دلوں کو بھی روشن کرنا ہے۔** تا کہ جلد تر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہراتا ہوا دیکھیں۔ پس ہر احمدی عورت اس بات کی ذمّہ دار ہے کہ اس اہم فریضہ کو سرانجام دینے کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لائے اور یہ اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک یہ عہد نہ کریں کہ آج سے ہماری ترجیحات دین ہو گا، نہ کہ دنیا۔ **نوجوان بچیاں یاد رکھیں**

اُن کی بقادین میں ہے۔دنیا میں نہیں۔ پس یہ کبھی خیال بھی نہ لائیں کہ فلاں حکم چودہ سوسال پرانا ہے اور آج اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔ یا دین میں جبر نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں اختیار ہے کہ جو چاہو کرو۔ جس حکم کو چاہیں ہم قبول کریں، جس کو چاہیں انکار کر دیں۔اسلام کا ہر حکم آج بھی اُتنا ہی اہم ہے جتنا چودہ سوسال پہلے تھا۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سی نوجوان بچیاں ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے پیش کیا ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ مَردوں سے بڑھ کر نتائج پیدا کر رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اُنہیں علم و معرفت میں مزید بڑھاتا چلا جائے۔اللہ کرے اس تعداد میں ہمیشہ اضافہ ہوتا چلا جائے اور مجھے بھی اور آئندہ آنے والوں کو بھی یہ بے فکری ہو جائے کہ ہماری یہ نسل بھی اور آئندہ آنے والی نسلیں بھی اُن ہاتھوں میں پروان چڑھ رہی ہیں جو اس بات کا پکّا اور مصمّم ارادہ کر چکی ہیں کہ ہم نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو دنیا میں گاڑ کر دم لینا ہے اور اپنی ترجیحات کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لجنہ اماء اللہ کینیڈا سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ 7 جولائی 2012ء

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ﴿﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ﴿﴾ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ﴿﴾ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ؕ﴿﴾ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ﴿﴾ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ۬ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ﴿﴾

اپنی بات شروع کرنے سے پہلے مَیں یہ توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ یہاں اس وقت تو اللہ کے فضل سے آپ خاموشی سے بیٹھی ہوئی ہیں، لیکن کل جمعہ کی جو مجھے اطلاع تھی وہ یہی تھی کہ اتنی زیادہ خاموشی نہیں تھی۔ شاید آواز بھی ٹھیک نہیں تھی۔ اور خاص طور پر جو بچوں کا ماحول ہے اُس میں جس طرح مَیں نے پہلے ہی ڈیوٹی والی کارکنات کو کہہ دیا تھا کہ بچوں سے زیادہ ماؤں کو چُپ کرانے کی کوشش کریں۔ چنانچہ مَیں نے سنا ہے کل بھی ماؤں کا شور تھا اور بڑی ریلیکس ہو کر بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ حالانکہ خطبہ بھی نماز کا حصّہ ہے۔ تو آج اس وقت بھی بچوں کی مارکی میں، بچوں کے ہال میں جو مائیں ہیں وہ خاموشی سے سنیں، چاہے آواز آ رہی ہو یا نہ آ رہی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے شرائط بیعت کی

چھٹی شرط میں جن امور کی طرف ہمیں توجہ دلائی ہے اُن میں سے ایک قسم وہ ہے جس سے ایک مومن کا بچنا ضروری ہے **یعنی رسومات اور ہواوہوس سے بچنا اور ایک مومن کو بہر حال اُن سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔** اور دوسری قسم وہ ہے جس کو اپنائے بغیر، اپنی زندگی کا حصہ بنائے بغیر کوئی عورت یا مرد حقیقی مومن نہیں کہلا سکتا، حقیقی احمدی نہیں کہلا سکتا۔ اور وہ قرآنِ کریم کی حکومت اپنے اوپر قائم کرنا، اُس کی تعلیم پر عمل کرنا اور اللہ اور اُس کے رسول کے حکموں پر عمل کرنا اور کامل اطاعت کرنا ہے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے شرائط کے الفاظ پر اگر ایک حقیقی احمدی غور کرے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرے تو ایک عظیم روحانی انقلاب ہم میں پیدا ہو سکتا ہے، ہم تقویٰ کی راہوں پر چلنے والے ہو سکتے ہیں۔ اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت کا مقصد تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ: **" مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں"۔** (کتاب البریہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 291-292 حاشیہ)

پس یہ دو مقصد ہیں۔ ایمانوں کو مضبوط کرنا اور اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا تعلق پیدا کرنا کہ ہر ایک کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ہستی، اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایک یقین پیدا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ سے براہِ راست تعلق پیدا ہو جائے۔ فرمایا: " مَیں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علّت غائی ہیں"۔ (کتاب البریہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 293 حاشیہ)

ایمان کا زمانہ آئے۔ ایمان دلوں میں مضبوط ہو۔ تقویٰ پیدا ہو۔ اور فرمایا یہی میری بعثت کا مقصد ہے۔ یہی میرے آنے کا مقصد ہے۔ پس آپ نے ایک احمدی کے لئے آپؑ کی جماعت میں شامل ہونے کے لئے جو شرائط بیعت رکھی ہیں، اُن کا مقصد انہی باتوں کا حصول ہے۔ ہماری عورتیں بھی اور مرد بھی بہت سے ایسے ہیں جو احمدی ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن اس جائزہ کی ضرورت ہے کہ ایمان کی ترقی اور سچائی کے قیام کے لئے ہم کیا کوشش کر رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی ہستی کو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہم نے کس حد تک تسلیم کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر ہم کس حد تک عمل کرتے ہیں؟ تقویٰ کے حصول کے لئے ہمارے قدم کس تیزی سے بڑھ رہے ہیں؟ پس یہ جائزے ہمیں ہماری حقیقی تصویر دکھائیں گے۔

یہ جائزے ہمیں ہمارا حقیقی احمدی ہونا یا نہ ہونا بتائیں گے۔ جوں جوں ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے سے دور جا رہے ہیں، ہمیں اس مقصد کے حصول کے لئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بتایا ہے، پہلے سے زیادہ کوشش کی ضرورت ہے۔ پس ہمیں ایک مرتبہ احمدی ہو کر یا احمدیوں کے گھر میں پیدا ہو کر، ان کی اولاد ہو کر پھر بے فکر نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ شرائط بیعت کو وقتاً فوقتاً سامنے رکھتے رہنا چاہئے۔ اس بات کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے شرائطِ بیعت کی چھٹی شرط کا شروع میں ذکر کیا ہے اور اپنے الفاظ میں مختصر بتایا ہے۔ اس وقت مَیں اس حوالے سے ہی بات کروں گا۔ خاص طور پر

مَیں آپ کے سامنے اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ اس شرط بیعت کا جو پہلا حصہ ہے یعنی رسوم، **بدعات اور** ہواوہَوس، **عموماً عورتوں کی زیادہ تعداد اپنے طبعی میلان کی وجہ سے ان دو باتوں کی طرف زیادہ جھکتی ہے** یا زیادہ رجحان رکھتی ہے جن سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں روکا ہے۔ اور وہ جیسا کہ مَیں نے کہا رسموں کے پیچھے چلنا، خواہشات کا شدت سے بڑھنا اور دنیاداری کی شدت ہے۔ دنیاداری میں بہت سی چیزیں آجاتی ہیں۔ فیشن کی طرف رجحان ہے اور مقابلے کی وجہ سے پھر خواہشات بھی بڑھتی ہیں جن کی وجہ سے وہ مرد جو گھریلو زندگی میں بدمزگی سے بچنے کے لئے کمزوری دکھاتے ہیں وہ پھر قرضوں میں ڈوب جاتے ہیں اور یوں ایک برائی کے نتیجے میں برائیوں کا اور مشکلات کا ایک سلسلہ گھروں میں شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن اس سے مرد یہ مطلب بھی نہ لیں اور نہ عورتیں پریشان ہوں کہ یہ کمزوری صرف عورتوں میں ہے۔ مَردوں کی ترجیحات ذرا مختلف ہیں ورنہ **یہ کمزوریاں مَردوں میں بھی ہیں اور خاص طور پر ہواوہَوس میں مردوں کی بھی ایک تعداد مبتلا ہے**۔ ہواوہَوس کا مطلب ہے حرص اور لالچ اور اسی طرح عیاشی جس میں ہر طرح کی عیاشی شامل ہے۔ کل مَیں نے خطبہ میں اس برائی کا ذکر بھی کیا تھا۔ ننگ دیکھ کر انسان پھر غلاظتوں میں ڈوبتا چلا جاتا ہے۔ بہرحال یہ برائیاں بھی ایسی ہیں جو چاہے مردوں میں ہوں یا عورتوں میں، احمدی معاشرے میں یہ برداشت نہیں ہونی چاہئیں۔ عیاشی کی انتہا نہ بھی ہو تب بھی جہاں تک رسوم و بدعات کا اور حرص اور لالچ کا سوال ہے، یہ ایسی برائیاں ہیں جو گھروں کے سکون کو بھی برباد کرتی ہیں اور معاشرہ کے سکون کو بھی

برباد کرتی ہیں۔ پس ایک احمدی عورت کو ان سے بچنا چاہئے۔ رسوم میں آجکل ایک بہت **بڑی رسم جس نے بدعت کی شکل اختیار کرلی ہے شادی بیاہ پر بے جا اسراف اور بے انتہا** خرچ ہے۔ بعض دفعہ فضول خرچی کی حد تک خرچ ہو جاتے ہیں۔ دلہن کے جوڑوں پر بے انتہا خرچ کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں مَیں پہلے بھی اپنے پرانے خطبات میں بڑی تفصیل سے بیان کرچکا ہوں۔ مَیں نے سنا ہے کہ تین تین، چار چار یا پانچ پانچ لاکھ کے جوڑے بنائے جاتے ہیں اور جو بہت کم خرچ کرتے ہیں وہ لاکھ ڈیڑھ لاکھ کے جوڑے بناتے ہیں جو شاید دلہن ایک یا دو مرتبہ زندگی میں پہنتی ہے۔ مَیں نے لندن میں بھی معلومات لی ہیں۔ وہاں ایک جگہ ساؤتھ ہال (Southall) میں دیسی کپڑے بھی ملتے ہیں، مَیں خاص طور پر پاکستانیوں کو مخاطب ہوں تو وہاں بھی دلہن کا بہت اچھا قیمتی جوڑا چار پانچ سو پاؤنڈ میں مل جاتا ہے جو تب بھی ایک لاکھ تک نہیں جاتا۔ پس اس طرف بھی عورتوں کو توجہ کرنی چاہئے۔ خاص طور پر اُن عورتوں کو، لڑکیوں کو جو زیادہ قیمتی جوڑے بنانے کی بے جا خواہش کرتی ہیں۔ پھر جب پاکستان سے آئے ہوئے پاکستان جا کر اپنے بچوں کی شادیاں کرتے ہیں تو بعض خاندان دکھاوے اور فضول خرچی کی انتہا کر دیتے ہیں۔ **بَری اور جہیز کا دکھایا جانا بھی ایک رسم بن چکی ہے حالانکہ یہ قطعاً اسلام میں جائز نہیں۔** ہندوستان کے دوسرے مذاہب کے معاشرے کی جو روایتیں تھیں اُن بیہودہ روایتوں کو مسلمانوں نے بھی اپنا لیا ہے۔ اور احمدیوں کو جن سے بچنا چاہئے تھا، احمدی بھی اسی میں ڈوبتے چلے جارہے ہیں۔ **پھر کھانے کھلائے جاتے ہیں تو اس میں بھی کئی کئی قسم کے کھانے پکوا لئے جاتے ہیں**

جو آدھے سے زیادہ ضائع جاتے ہیں اور فخر یہ ہوتا ہے کہ ہم نے چھ ڈش بنائے، سات ڈش بنائے۔ حالانکہ اسلام میں شادی کا حکم ہے اور دعوت کے لئے دعوت ولیمہ کا حکم ہے۔ لیکن اس سے پہلے مہندی کی رسموں میں بے جا خرچ کیا جاتا ہے۔ کئی کئی دن مہندی کی دعوتیں کی جاتی ہیں۔ صرف رشتے دار یا لڑکی کی سہیلیاں اکٹھی نہیں ہوتیں بلکہ باقاعدہ کارڈ چھاپے جاتے ہیں، دوسروں کو دعوت نامے دیئے جاتے ہیں۔ اس قسم کی جو بیہودہ اور بے جا رسمیں ہیں اُن سے ایک احمدی کو، ایک احمدی عورت کو، ایک احمدی خاندان کو، ایک احمدی گھر کو بہر حال بچنا چاہئے۔ کیونکہ یہ سب دکھاوا اور فضول خرچی ہے۔

اس سے صرف خرچ کرنے والوں کی فضول خرچی ہی ثابت نہیں ہو رہی ہوتی بلکہ یہ بات اُنہیں اس الزام کے نیچے بھی لا رہی ہوتی ہے کہ انہوں نے رسوم و رواج کے طوق اپنی گردنوں میں ڈالے ہوئے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ ان رسوم و رواج کے طوق سے آزاد کرنے کے لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔ اور اس زمانے میں اسی کو نئے سرے سے قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ اگر وہی طوق گردنوں میں ڈالنے ہیں تو پھر احمدی ہونے کا کیا فائدہ ہے؟ صرف اس لئے یہ سب کچھ کیا جاتا ہے کہ اپنے ماحول میں، اپنے رشتہ داروں میں، اپنے مقابلے کے لوگوں میں ہماری گردن اونچی رہے۔ یہ نام رہے کہ فلاں کے بڑے اچھے جوڑے تھے۔ اتنا زیور دیا۔ جہیز ایسا تھا۔ بَری ایسی تھی۔ کھانے پر فلاں فلاں ڈش تھے۔ ایسی اچھی اور اعلیٰ دعوتیں ہوئیں۔ تو یہ چیزیں اُن کم توفیق رکھنے

والے لوگوں کے دلوں میں بھی بے چینیاں پیدا کرتی ہیں جو اس حد تک نہیں پہنچ سکتے اور جو اتنے زیادہ اخراجات نہیں کر سکتے۔ گو کہ اُن لوگوں کی، جن کو توفیق نہیں ہے، یہ بات بھی غلط ہے اور رسم و رواج کی بے جا پیروی ہے جس کے لئے وہ قرض بھی لے لیتے ہیں اور مقروض ہو جاتے ہیں۔ پھر گھروں میں نئے فتنے اور بے چینیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ جس کو جتنی توفیق ہے اُتنا خرچ کرے۔ جس کی توفیق نہیں ہے وہ اپنے سے زیادہ امیر کو نہ دیکھے۔ دکھاوے پر نہ چلے بلکہ اپنے سے کم تر کو دیکھے۔ اور یہی ہمیں اسلام کی تعلیم ہے۔ یہی ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے کہ نیکیوں میں اپنے سے آگے بڑھے ہوؤں کو دیکھو۔ اگر مقابلہ کرنا ہے تو نیکیوں میں مقابلہ کرو اور نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش کرو۔ اور دنیاوی معاملات میں اپنے سے کم تر یا کم حیثیت کے لوگوں کو دیکھو۔ کم تر تو نہیں کہہ سکتے، مالی لحاظ سے کم حیثیت کے لوگوں کو دیکھو اور پھر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بنو کہ جتنا بھی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اُس کا احسان اور اُس کا فضل ہے۔ اور (**سب سے بڑا فضل تو اس کا یہی ہے کہ اس زمانے میں، اس زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے جس نے ہمیں ان بدعتوں اور رسموں سے آزاد کیا**) لیکن بدقسمتی سے ہم پھر اُنہیں میں ڈوبتے چلے جا رہے ہیں۔ بہر حال یہ برائی معاشرے میں ہے کہ ان بے جا خرچ کرنے والوں اور دکھاوا کرنے والوں کو دیکھا جاتا ہے بجائے اس کے کہ اپنے سے کم مالی حیثیت کے لوگوں کو دیکھا جائے۔ اور خاص طور پر وہ جو عزیز رشتے دار بھی ہیں، وہ جب اپنے سے کم مالی حیثیت رکھنے والے عزیزوں کے سامنے دکھاوا کرتے ہیں تو پھر

معاشرے میں اور زیادہ بے چینیاں پیدا ہوتی ہیں۔ بہر حال یہ فضول خرچی کرنے والوں کو بھی سوچنا چاہئے ۔ ایک ایسا شیطانی چکر ہے جو بڑھتا چلا جاتا ہے اور معاشرے کی بے چینیوں کو بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ بلکہ بعض خاندانوں میں مَیں نے دیکھا ہے۔ اسی دکھاوے اور فضول خرچیوں کی وجہ سے آپس میں رنجشیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان فضول خرچی کرنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ نہ صرف وہ فضول خرچی کر کے خود اپنے آپ کو اپنی خواہشات کا غلام بنا رہی ہیں یا مرد ہیں تو بنا رہے ہیں بلکہ ایک طبقہ کے لئے بے چینیوں کے سامان بھی کر رہے ہیں۔ جو لوگ صاحب حیثیت ہیں، جو لاکھوں روپیہ یا ہزاروں ڈالر اپنی یا اپنے بچوں کی شادیوں پر خرچ کرتے ہیں، اگر وہ اتنے کشائش رکھنے والے ہیں اور اگر اتنا خرچ کرنا ہے تو پھر جماعت میں جو غریبوں کا حق قائم کیا گیا ہے اس کو بھی ادا کریں۔ مریم شادی فنڈ ہے، اُس کے نام سے غریب بچیوں کی شادیوں کے لئے جو مدد دی جاتی ہے پھر اُس میں بھی کھل کر دیں۔ مَیں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے بھی ہیں جو اپنے بچوں کی شادیوں پر اگر بے تحاشا خرچ کر رہے ہیں، انہیں کُھل ہے، کشائش ہے تو دو تین غریب بچیوں کی شادیوں کا بھی خرچ دے دیتے ہیں۔ اس بات سے کوئی انکار نہیں کہ آپ میں سے بہت سی ایسی بھی ہیں جو جماعتی اخراجات کے لئے کوئی بھی تحریک کی جائے تو کھل کر چندے دینے والی ہیں، اپنے زیور تک دے دیتی ہیں، ایک رَتی بھی زیور اپنے پاس نہیں رکھتیں لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ذاتی خواہشات کی تکمیل اور مقابلہ کرنے والی بھی بہت سی ہیں۔ مَردوں میں بھی ہیں، عورتوں میں بھی ہیں جو اپنے اوپر تو خرچ

کرتی ہیں یا کرتے ہیں، جو بھی صورت ہو لیکن دوسرے کا خیال نہیں ہے۔ پس اگر آپ میں سے ہر ایک اپنی شادیوں پر اخراجات کا 10 / 1 غریبوں کی شادیوں کے لئے دیں تو پھر یقیناً آپ اُن لوگوں کی فہرست میں آجائیں گی جو رسم اور دکھاوے کے پیچھے چلنے والی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعام کا شکر ادا کرنے والی ہوں گی جو کشائش کی صورت میں آپ کو ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے انعام سے فائدہ اُٹھانا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جو مَیں نے تمہیں دیا ہے اُس کا اظہار بھی ہونا چاہئے لیکن اظہار اُس حد تک ہونا چاہئے جو اعتدال کے اندر رہو۔ اظہار اُس حد تک ہونا چاہئے **جہاں آپ کو اپنے غریب بھائیوں کا بھی خیال رہے، بہنوں کا بھی خیال رہے۔** شادی کے ان موقعوں پر اُن غریب دلہنوں کا بھی خیال رہے جن کو مثلاً رخصتی کے وقت مشکل سے دو جوڑے ملتے ہیں یا جن کو رخصتی کے وقت شاید ایک تولہ سونے کا زیور بھی میسر نہیں آتا۔ جن کو پھر انہی باتوں سے سسرال میں جا کے جہیز کے طعنے سننے پڑتے ہیں۔ پس اگر آپ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے کشائش دی ہے، اُن کا خیال رکھیں گی تو یہی کشائش آپ کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کا مورد بنائے گی۔ پس اس طرف بھی ہر ایک کو خیال رکھنا چاہئے۔ پس اس طرف بھی ہر ایک کو خیال رکھنا چاہیے۔ **(اگر احمدی عورتیں چاہیں تو مردوں کو قائل کر سکتی ہیں کہ ہمیں خدا کی رضا کے حصول کے لئے غریبوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے)** اس لئے کسی عورت کا یہ عذر نہ ہو کہ ہمارے مرد نہیں مانتے۔ یقیناً بعض ایسے مرد ہیں جو سخت دل ہیں، جو صرف اپنی خواہشات کی تکمیل کرنا جانتے ہیں، جو اپنی بیویوں کے حقوق بھی ادا

نہیں کرتے لیکن اکثریت ایسی نہیں ہے۔ **اگر عورتیں چاہیں تو مردوں کو قائل کر سکتی ہیں۔** ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ کا یہاں آنا اور مالی لحاظ سے بہتر ہونا، کشائش پیدا ہونا، آپ کی کسی خوبی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ احمدیت کی وجہ سے ہے۔ آپ پر جو مظالم ہوئے اور پھر ایک بہت بڑی تعداد اس لئے یہاں آئی کہ اُن پر پاکستان میں مظالم ہوئے، یا وہ اُن ظلموں کے خوف سے یہاں آگئے تو **یہ احسان جو مالی کشائش کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر کیا ہے یہ احمدیت کی وجہ سے ہے۔ اس کو ہمیشہ یاد رکھیں۔**

پس یہ احسان اگر آپ یاد رکھیں گی تو اللہ تعالیٰ کی شکر گزار بندی بھی بنی رہیں گی۔ بہت سوں کی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ہی نواز دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بنیں۔ رسم و رواج اور ہوا وہوس کے پیچھے چلنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کریں۔ یہ رسم و رواج میں سے ایک مثال ہے جو مَیں نے دی ہے۔ بہت سی ایسی باتیں ہیں اگر آپ خود غور کریں تو آپ کو نظر آئیں گی کہ آپ لوگ بعض رسموں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ **اگر آپ جائزے لیں تو یہ جائزے لے کر آپ اپنی زندگیوں میں خود ہی بہتری پیدا کر سکتی ہیں۔** نوجوان بچیوں سے بھی مَیں کہتا ہوں کہ آپ بھی اپنے جائزے لیں۔ دیکھیں کہ کون کون سی باتیں ہیں جو آپ نے معاشرے کے زیرِ اثر یہاں اپنا لی ہیں۔ یاد رکھیں کہ ہر قوم اور ملک کی اچھی باتیں ہوتی ہیں اور بُری باتیں بھی ہوتی ہیں۔ **ایک مومن اور مومنہ وہ ہے جو ہر ایک اچھی بات کو اپنائے اور جو برائیاں ہیں اُنہیں ردّ کر دے۔**

پس ان ملکوں میں آکر یہ نہ سمجھیں کہ یہ ترقی یافتہ ملک ہے اور ان کی ہر بات اچھی ہے یا اس ملک کے پاس ایسے رسم و رواج ہیں جنہیں اپنانا ہمیں ضروری ہے۔ ایک اصول یاد رکھیں کہ کسی بھی بات کو اپنانے سے پہلے یہ دیکھیں کہ کسی احمدی لڑکی اور عورت کے تقدّس پر حرف نہ آتا ہو، اُس کی عزت و عصمت پر حرف نہ آتا ہو۔ اُس کی ایک احمدی ہونے کی جو پہچان ہے اُس پر حرف نہ آتا ہو۔ **ایک احمدی عورت کو، ایک احمدی بچی کو، ایک احمدی لڑکی کو بہر حال دوسروں سے مختلف ہونا چاہئے۔** تاکہ آپ دوسروں کی توجہ اپنی طرف کھینچ سکیں۔ اس لحاظ سے کہ آپ کی نیکیاں مشہور ہوں۔ اس لحاظ سے کہ آپ احمدیت کا پیغام پہنچانے والی بن سکیں۔ پس اس معاشرے کی ہر بات اپنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو اچھائیاں ہیں وہ لیں اور جو برائیاں ہیں اُن کو سختی سے ردّ کریں۔ ہمیشہ یہ خیال رکھیں کہ اسلام کی واضح تعلیم سے کسی بھی قسم کی رسم یا روایت نہ ٹکراتی ہو۔ اور آپ نے جو عہدِ بیعت باندھا ہے، اس پر حرف نہ آتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا عہدوں کے بارے میں بڑا واضح ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ○ (بنی اسرائیل:35) اور اپنے عہد کو پورا کرو۔ ہر عہد کے بارے میں یقیناً جواب طلبی ہو گی۔

پس ہر احمدی عورت، مرد، جوان اور بوڑھے کا یہ عہد ہے کہ وہ شرائطِ بیعت کو پورا کرنے کا عہد کرتا ہے۔ پس اپنے عہد کو پورا نہ کرنے والے یا حتی المقدور اُس کو پورا کرنے کی کوشش نہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں جوابدہ ٹھہر سکتے ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں ہے۔ اُس کی کوئی حد نہیں ہے اور اس نے ہر چیز کو اپنے گھیرے میں لیا ہوا

ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع تر ہے۔ وہ مالک ہے، گنہگار سے گنہگار کو بھی بخش سکتا ہے۔ لیکن ہمیشہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وہ بے نیاز بھی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش انتہائی ضروری ہے۔ **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد ہی بھٹکے ہوئے کو سیدھا راستہ دکھانا اور سیدھا راستہ دکھا کر خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کروانا تھا۔** اگر دنیا کی چکا چوند اور رسوم، اسلام کی تعلیم سے دور کرنے والی روایات، ہوَا و ہَوس ہمیں اس مقصد کے حصول میں کامیاب نہ ہونے دیں بلکہ اس سے دور کرتی چلی جائیں تو یہ اپنے عہدوں کو توڑنے والی بات ہے، اپنے عہدوں کو پورا نہ کرنے والی بات ہے۔ پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ **ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔** رسموں کے پیچھے چلنے سے بچنے اور ہوَا و ہَوس سے باز رہنے کے لئے جو معیار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقرر فرمایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پیروی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی پیروی ہے اور اس حد تک پیروی ہے کہ ہر عمل اس کے تابع کرنے اور اس کے مطابق کرنے کی کوشش کی جائے۔ خواہشات کی پیروی کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ (القصص:51)

اور اُس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو نظر انداز کر کے اپنی خواہشات کے پیچھے چلتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو گمراہوں میں شمار کرتا ہے جو اپنی خواہشات کی پیروی کر کے گمراہی کی انتہا تک پہنچنے والے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ

گمراہی کی انتہا تک پہنچ گئے ہیں۔ میں آپ کو یہاں یہ یاددہانی بھی کروانا چاہتا ہوں کہ **پردہ اسلامی حکموں میں سے ایک حکم ہے**۔ یہاں جو انگریزی دان بچیاں اور عورتیں ہیں اُن کو اگر اُردو میں وضاحت نہیں ہوتی تو گزشتہ ہفتہ ہی مَیں نے لجنہ اماء اللہ امریکہ کو یا امریکہ کے جلسہ میں خواتین کے حصے میں انگریزی میں مخاطب کر کے جو پیغام دیا ہے، اُسے سن لیں۔ آج کل تو ہر انگریزی دان کے پاس انٹرنیٹ موجود ہے بلکہ ایم ٹی اے کی سہولتیں بھی اب تو ہر جگہ مہیا ہو گئی ہیں، فون پر بھی آپ سن سکتے ہیں۔ اس لئے عذر نہیں ہونا چاہئے کہ مشکل ہے، سنا نہیں گیا، وقت نہیں تھا۔ کسی وقت بھی آپ سن سکتی ہیں اور لجنہ کینیڈا کی جو انتظامیہ ہے اُن کو بھی مَیں کہتا ہوں کہ اُسے لکھوا کر، ٹرانسکرائب کروا کر انگریزی پڑھنے والی ممبرات تک پہنچائیں۔ بہر حال مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ پردہ ایک ایسا اسلامی حکم ہے جس کی وضاحت قرآنِ کریم میں موجود ہے۔ اس لئے **(یہاں کے ماحول کے زیرِ اثر اپنے حجاب اور کوٹ نہ اتار دیں۔)** میں نے دیکھا ہے بعض خواتین صرف پتلا دوپٹہ لے کر سڑکوں پر آ جاتی ہیں۔ یہ پردے کی تعلیم کے مطابق نہیں ہے۔ بعضوں کے بازو ننگے ہوتے ہیں۔ اکثر کے کوٹ جو ہیں گھٹنوں سے اوپر ہوتے ہیں۔ فیشن کی طرف رجحان زیادہ ہے اور پردہ کی طرف کم۔ پردہ کریں تو اس سوچ کے ساتھ کریں کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حیا اسلام کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب الحیاء من الایمان حدیث 24

عورت کی حیا، اُس کا وقار، اُس کا تقدس، اُس کا رکھ رکھاؤ ہے۔ اس چیز کو ہمیشہ سامنے رکھنا

چاہئے۔ اور یہ پردہ کی طرف بے اعتنائی یا توجہ نہ دینا ہی ہے کہ اس وقت بھی مَیں نے دیکھا ہے کہ ہال میں بہت ساری خواتین داخل ہوئی ہیں جن کے سر ننگے تھے۔ جلسے کے لئے آ رہی ہیں۔ جلسے کے ماحول کے لئے آ رہی ہیں۔ جلسہ سننے کے لئے آ رہی ہیں۔ ذہنوں میں یہ رکھ کر آ رہی ہیں کہ ایک پاکیزہ ماحول میں ہم جا رہی ہیں اور وہاں بھی بال کھلے ہیں اور بالوں کو محفوظ رکھنے کیلئے ایک طریقہ ہے کہ سر پر دوپٹہ نہ لیا جائے، چادر نہ لی جائے اور ننگے سر رہیں۔ **اگر یہ ننگے سر رکھنے ہیں تو پھر جلسے پر آنے کا مقصد کیا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ گھر بیٹھی رہیں** اور اپنے گرد جو دوسری اکثریت ان عورتوں کی ہے جن کے سر ڈھکے ہوئے ہیں اُن کو بھی بے حجاب نہ کریں۔

پس اس طرف ضرور توجہ دیں کہ اپنی حیا کی آپ نے حفاظت کرنی ہے۔ حیا ہی ایک عورت کا زیور اور سنگھار ہے۔ آپ کے میک اَپ سے زیادہ آپ کی حیا آپ کا زیور ہے، آپ کا سنگھار ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ اگر ہم پردہ میں رہیں گی تو اس معاشرہ میں ہم گھل مل نہیں سکتیں۔ یہ بالکل غلط چیز ہے۔ بہت ساری ایسی ہیں بلکہ اچھے پروفیشن میں ہیں جن کو مَیں جانتا ہوں کہ وہ اپنے کاموں کے دوران بھی لمبے کوٹ پہن کے اور حجاب پہن کے جاتی ہیں۔ کم از کم کوٹ کے ساتھ حجاب کے ذریعہ اپنا سر، اپنے سر کے بال اور ٹھوڑی ڈھانکنا ضروری ہے بشرطیکہ میک اَپ نہ ہو۔ اور اگر میک اَپ کے ساتھ باہر نکلنا چاہتی ہیں تو پھر منہ ڈھانکا ہونا چاہئے۔ **اسی طرح بلاوجہ مَردوں کے ساتھ میل جول، غیر ضروری باتیں کرنا یہ بھی اسلام نے منع کیا ہے۔** اگر ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف ابھی

توجہ نہ رہی تو پھر یہ بڑھتی چلی جائیں گی اور پھر وہی معاشرہ قائم ہو جائے گا جو مغرب میں اس وقت بے حیائی کا معاشرہ قائم ہے۔

پس قرآنِ کریم کے کسی بھی حکم کو کم نظر سے نہ دیکھیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ یہ پرانے وقتوں کا حکم ہے یا صرف پاکستان اور ایشیاء کے ممالک کے لئے حکم ہے۔ یہ اسلام کا حکم ہے اور ہر زمانے کے لئے ہے، ہر ملک کے لئے ہے، ہر ملک کی احمدی مسلمان عورت کے لئے ہے۔ میں بار بار مختلف جگہوں پر اس کی طرف توجہ اس لئے دلاتا ہوں کہ یہ کمزوری بڑھتی جا رہی ہے اور اگر یہی حال رہا تو پھر آئندہ جو ہماری نسلیں ہیں ان کی حیا کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ وہ پھر اسی طرح کھلے بال اور جین بلاؤز پہن کے، منی سکرٹیں پہن کر باہر جائیں گی اور پھر وہ احمدی نہیں کہلا سکتیں۔ پھر وہ احمدیت سے بھی باہر جائیں گی۔ پس اس بات کا احساس کریں اور بے حجابیوں میں اور ہوا و ہوس میں ڈوبنے سے بچیں ورنہ آئندہ نسلوں کی، حیا کے تقدس کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی رضا اور خیر چاہتی ہیں تو حیا کی بہت حفاظت کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ حیا سب کی سب خیر ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان عدد شعب الایمان...حدیث157)

پس اپنے ہر عمل میں خیر تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ اُس نے اس زمانہ میں آپ کو زمانہ کے امام کے ساتھ جوڑا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے راستے ہمیں کھول کر بتائے ہیں۔ اپنی ہر حرکت، قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کا خوف ہر ذاتی خواہش

پر حاوی کریں۔ اگر یہ ہو گا تو اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بھی وارث ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر کے مزید راستے آپ کے لئے کھلیں گے اور کھلتے چلے جائیں گے۔ جب آپ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنے ہر عمل کو ڈھالیں گی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت دوڑ کر آپ کو گلے لگائے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنی طرف ایک قدم چل کر آنے والے کی طرف دو قدم بڑھتا ہے اور چل کر آنے والے کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء...... باب الحث علیٰ ذکر اللہ تعالیٰ حدیث 6805)

بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی طرف آنے والے شخص طرف دیکھ کر اُس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جو ایک ماں کو اپنا گمشدہ بچہ ملنے کی خوشی ہوتی ہے۔ (سنن الترمذی۔ کتاب الدعوات۔ صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب فی سعۃ رحمۃ اللہ)

پس ہماری کتنی بد قسمتی ہو گی اگر ہم ایسے پیار کرنے والے خدا کو بھول جائیں، اُس کی باتوں پر کان نہ دھریں اور دنیا کی خواہشات کے پیچھے پڑے رہیں یا دنیا کے اس خوف سے کہ لوگ ہمیں کیا کہیں گے کہ اس کا لباس کیسا ہے؟ یا اس کا لباس ہمارے مطابق نہیں ہے یا اتنی بَیک ورڈ ہے کہ پردہ کرتی ہے، حجاب لیا ہوا ہے، بڑی جاہل ہے، لڑکوں سے دوستی نہیں کرتی یا ایسے پرانے زمانے کی دقیانوسی ہے کہ اُس نے فلاں فلاں فلم بھی نہیں دیکھی۔ پس دنیا کو جو دنیا چاہتی ہے کرنے دیں اور کہنے دیں۔ آپ اپنے پیار کرنے والے خدا کی تلاش کریں۔ اور جو خالص ہو کر اُس کی تلاش کرتا اور اُس کی طرف جھکتا ہے پھر وہ ایسے شخص کو جنت کے انعامات سے نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى ؕ (النّٰزعٰت:42-41)

اور وہ جس نے اپنے ربّ کی شان سے خوف کیا اور اپنے نفس کو گری ہوئی خواہشات سے روکا، یقینا جنت ہی اُس کا ٹھکانہ ہے۔ پس یہ ہے ہمارا خدا جو اپنے بندے کو اس قدر نوازتا ہے کہ جنت واجب کر دیتا ہے اور پھر یہی نہیں کہ مرنے کے بعد ہی جنت ہو گی بلکہ دوسری جگہ فرمایا کہ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۚ (الرحمن:47)

اور جو شخص اپنے ربّ کی شان سے ڈرتا ہے اُس کے لئے اس دنیا میں بھی اور اخروی بھی دو جنتیں مقرر ہیں۔

پس کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس دنیا کی دلچسپیاں، فیشن، خواہشات کا پورا کرنا ہی اصل زندگی ہے۔ نہیں، یہ اصل زندگی نہیں ہے۔نہ ہی یہ باتیں اطمینانِ قلب کا باعث بنتی ہیں۔ کئی لوگ دیکھنے کو ملتے ہیں جو ان دنیاوی باتوں کی تلاش میں اپنی زندگیاں گنوا چکے ہیں، ضائع کر چکے ہیں لیکن اُن کو سکونِ دل حاصل نہیں ہوا لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **جو میرے سے ڈرتے ہیں، میرے حکموں پر عمل کرتے ہیں، برائیوں اور بد خواہشات کو چھوڑتے ہیں، نیکیاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ نہ صرف اخروی زندگی میں جنت پائیں گے بلکہ اس دنیا میں بھی اُن کے لئے سکونِ دل کے سامان مقرر ہوں گے۔** اُن کی زندگی اس دنیا میں بھی جنت بن جائے گی۔ اُن کے گھروں میں سکون ہو گا۔ اُن کے بچے اُن کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائیں گے اور اگر مائیں خود غرض نہ ہوں تو بچوں کا آنکھوں کی ٹھنڈک بننا ایک ماں کی سب سے بڑی خواہش ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”جو شخص خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا

ہونے سے ڈرا اُس کے واسطے دو بہشت ہیں۔(دو جنّتیں ہیں) یعنی ایک بہشت تو اسی دنیا میں مل جاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا خوف اُس کو برائیوں سے روکتا ہے اور بدیوں کی طرف دوڑنا دل میں ایک اضطراب اور قلق پیدا کرتا ہے جو بجائے خود ایک خطرناک جہنّم ہے۔ لیکن جو شخص خدا کا خوف کھاتا ہے تو وہ بدیوں سے پرہیز کر کے اس عذاب اور درد سے تودمِ نقد بچ جاتا ہے (یعنی فوری طور پر بچ جاتا ہے) جو شہوات اور جذباتِ نفسانی کی غلامی اور اسیری سے پیدا ہوتا ہے اور وہ وفاداری اور خدا کی طرف جھکنے میں ترقی کرتا ہے جس سے ایک لذّت اور سرور اُسے دیا جاتا ہے اور یوں بہشتی زندگی اِسی دنیا سے اُس کے لیے شروع ہو جاتی ہے اور اسی طرح پر اس کے خلاف کرنے سے جہنّمی زندگی شروع ہو جاتی ہے"۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 114۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

نیکیاں کرو گے تو بہشتی زندگی ہے۔ نہیں کرو گے تو جہنمی زندگی۔ پس وہ کتنے خوش قسمت ہیں جو ہوا و ہوس کو چھوڑ دیں اور خدا تعالیٰ کے مقام کی پہچان کر کے اپنی زندگیوں کو اس دنیا میں ہی جنت بنالیں۔ یقیناً ہم میں سے ہر ایک یہ چاہے گا کہ وہ دنیا و آخرت دونوں کی جنت کا وارث بنے۔ جب یہ خواہش ہے تو پھر دنیاوی خواہشات، رسوم اور بدعات کو چھوڑ کر ہی یہ مقام مل سکتا ہے۔ اس کے لئے **ایک مجاہدہ اور کوشش کی ضرورت ہے جو ہر احمدی کو کرنی چاہئے۔** اطاعت کے کامل نمونے دکھانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر باوجود خواہش کے آپ اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل نہیں کر سکتے، اور کوئی شخص بھی حاصل نہیں کر

سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ: ” جب تک انسان سچا مجاہدہ اور محنت نہیں کرتا وہ معرفت کا خزانہ جو اسلام میں رکھا ہوا ہے اور جس کے حاصل ہونے پر گناہ آلود زندگی پر موت وارد ہوتی ہے، انسان خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہے اور اس کی آوازیں سنتا ہے، اُسے نہیں مل سکتا.......... “۔ ”فرمایا یہ تو سہل بات ہے کہ ایک شخص متکبرانہ طور پر کہہ دے کہ مَیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہوں اور باوجود اس دعوی کے، اس ایمان کے آثار اور ثمرات کچھ بھی پیدا نہ ہوں“۔ اگر ایمان ہے تو اُس کے آثار نظر آنے چاہئیں۔ پاک تبدیلیاں نظر آنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق نظر آنا چاہئے۔ پھر فرمایا ”یہ نری لاف زنی ہوگی“۔ صرف منہ کی باتیں ہیں۔ صرف بڑھ بڑھ کر بولنا ہے۔ یہ ایمان نہیں ہے۔ فرمایا” ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ بھی ان کی پرواہ نہیں کرتا“۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 344-345۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس اگر ایمان کا دعوی ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے حقیقت میں عہدِ بیعت باندھا ہے تو ہماری حالتوں میں ایک پاک تبدیلی نظر آنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے جب احکامات بتائے جائیں تو اُن کو سن کر ان پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے، نہ کہ اندھوں اور بہروں کی طرح سنا اور دیکھا اور چلے گئے۔ اطاعت کا وہ مقام اختیار کیا جائے جہاں مکمل طور پر اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے تابع کر دیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذّت اور روشنی

آتی ہے"۔ (الحکم مؤرخہ 10 فروری 1901ء جلد 5 نمبر 5 صفحہ 1)

بلکہ آپ نے یہاں تک فرمایا ہے "کہ اگر اطاعت اعلیٰ درجہ کی ہو تو پھر مجاہدات کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ اطاعت ہی انسان کو اُس مقام تک لے جاتی ہے جہاں بہت سے مجاہدات لے کر جاتے ہیں ۔" (ماخوذ از الحکم مؤرخہ 10 فروری 1901ء جلد 5 نمبر 5 صفحہ 1)

جب عہدِ بیعت باندھا ہے اور حضرت مسیح موعو علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد خلافت سے بھی اطاعت کا عہد کیا ہے تو پھر خلیفہ ٔوقت کی باتیں سن کر اُن پر عمل کرنا بھی ضروری ہے، نہ کہ بہروں کی طرح بات سنی اور چلے گئے جس طرح کہ سنی ہی نہ ہو۔ اور یہی سچی اطاعت ہے جو ہر احمدی کے لئے کرنی ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ " **سچی اطاعت بہت مشکل کام ہے، کیونکہ اپنے نفس کی تمام خواہشات کو ذبح کرنا پڑتا ہے**"۔ (ماخوذ از الحکم مؤرخہ 10 فروری 1901ء جلد 5 نمبر 5 صفحہ 1)

پس اگر آپ نے سچی بیعت کی ہے تو اپنی تمام خواہشات کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے حکموں کے تابع کریں اور خلافت سے وفا اور اطاعت بھی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ **پس جب بھی خلیفہء وقت کسی امر کی طرف توجہ دلائے تو اس کی پابندی کرنے کی کوشش کریں۔** جب یہ حالت ہو گی تو نہ صرف ذاتی فائدے آپ حاصل کرنے والی ہوں گی بلکہ جماعتی ترقی میں بھی آپ حصے دار بن جائیں گی۔ بعض اور امور کی طرف بھی توجہ دلا دیتا ہوں۔ ہر احمدی مسلمان کے لئے دو مزید باتیں ہیں جن کا حکم قرآنِ کریم میں بھی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ **اپنی اولاد کی تربیت کی**

طرف اس ماحول میں بہت زیادہ توجہ دیں۔ صرف یہ نہ سمجھیں کہ جماعتی نظام یا ذیلی تنظیمیں جو ہیں اس بات کی ذمّہ دار ہیں۔ سب سے زیادہ آپ ذمّہ دار ہیں۔ جماعت کی اور قوم کی امانت آپ کے سپرد کی گئی ہے اور اس امانت کا حق اُس کی نیک تربیت اور نگرانی کر کے ہی ادا ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تمہارے سپرد ذمّہ داریاں کی گئی ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب الجمعۃ فی القریٰ والمدن حدیث 893)

تم میں سے ہر ایک اپنی نگرانی کے دائرے کے بارے میں اور اس ذمّہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ پس عورت کی یہ ذمّہ داری ہے کہ اپنے گھر کی نگرانی کرے۔ بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دے۔ یہ نہیں کہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے، پیسے کمانے کے لئے سارا دن گھر سے باہر رہے اور جب بچے شام کو سکول سے گھر واپس آئیں تو اُنہیں پوچھنے والا کوئی نہ ہو۔ گھر میں جب اُن کو ماں کی توجہ کی ضرورت ہو تو مائیں یا گھر میں نہ ہوں یا اپنے کام سے تھکی ہوئی آئیں اور بچوں پر توجہ نہ دیں۔ تو ایک طرف تو یہ بچوں کی صحیح نگرانی نہ کرنا ہے، اُن کی تربیت کا خیال نہ رکھنا ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ ط (بنی اسرائیل:32)

کہ مفلسی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ پھر آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اُنہیں بھی رزق دیتا ہوں اور تمہیں بھی رزق دیتا ہوں۔ اب مفلسی تو ایک طرف رہی، یہ تو بہت دور کی بات ہے، بعض عورتیں صرف اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے نوکری کرتی

ہیں کہ ہمارے خاوند ہماری جو ضرورتیں ہیں، جو خرچے ہیں وہ پورے نہیں کرتے۔ اگر تو خاوند جائز ضرورتیں پوری نہیں کرتے تو خاوند گنہگار ہیں۔ وہ بہرحال اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئیں گے۔ اور اگر ناجائز ضرورتیں ہیں تو ایسی عورتوں کو اُن کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے اور پھر زائد پیسے کمانے کی خواہش نہیں کرنی چاہیے۔

بعض عورتیں صرف اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے نوکری کرتی ہیں اور پھر بچوں پر توجہ نہیں دیتیں۔ بعض گھروں کے بچے اس لئے بگڑے کہ ماؤں کی توجہ نہیں تھی جس کا احساس پھر بعد میں اُن کو ہوتا ہے۔ بعض عورتوں کی مجبوری ہے اُن کو کام کرنا پڑتا ہے وہ بالکل اور چیز ہے لیکن صرف زیادہ پیسہ کمانے کی لالچ میں عورتیں بھی کام کرتی ہیں **اور مَرد بھی اُنہیں مجبور کرتے ہیں۔ بعض مرد ایسے ہیں۔ اس قسم کے مَرد بھی غلطی خوردہ ہیں۔ گھر کا نظام چلانا، گھر کے اخراجات پورے کرنا، بیوی کے بھی اخراجات پورے کرنا اور بچوں کے بھی اخراجات پورے کرنا یہ مَردوں کا کام ہے۔** وہ اگر نگرانی کا حق ادا نہیں کر رہے تو وہ بھی پوچھے جائیں گے، وہ اس سے خالی نہیں۔ لیکن اگر عورتیں صرف مفلسی کے نام نہاد خوف اور خواہشات کی تکمیل کے لئے گھروں سے باہر رہ رہی ہیں اور بچوں کا حق ادا نہیں کر رہیں تو وہ اپنے بچوں کو قتل کر رہی ہیں۔ پس اس طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح جب بچے جوان ہوتے ہیں گو وہ گھر سے باہر رہتے ہوں لیکن جب گھر میں آتے ہیں تب بھی اُن کی حرکات و سکنات کو دیکھنا ماؤں کا کام ہے۔ اور پھر وہ باپوں کو بھی بتائیں،

کیونکہ اکثر باپ جو ہیں وہ تو کام کی وجہ سے گھروں سے باہر رہتے ہیں۔ جن ماؤں کو مجبوری سے کام کرنا پڑے، اُنہیں بھی اس طرح کام کرنا چاہیئے کہ بچوں کے سکول سے آنے سے پہلے گھر میں ہوں اور پھر بچوں کو بھی وقت دیں۔ **اسی طرح بچوں کی دینی تربیت کی طرف بھی توجہ دیں۔ یہ دیکھیں کہ بچے نمازیں پڑھ رہے ہیں کہ نہیں۔** جب تک ماں اور باپ دونوں نمازوں اور قرآنِ کریم پڑھنے میں باقاعدہ نہیں ہوں گے۔ آپ کی نصیحت کا اثر اُسی وقت ہو گا جب آپ کے عمل اُس کے مطابق ہوں گے۔ اگر آپ کے عمل اُس کے مطابق نہیں تو آپ لاکھ نصیحتیں کرتی چلی جائیں، اُس کا کوئی رتّی بھر بھی اثر نہیں ہو گا۔ پھر بچوں کو جماعت سے، خلافت سے اس طرح منسلک کریں، کہ اُن کے نزدیک سب سے زیادہ اہم چیز خلافت سے وابستگی ہو جائے۔ اور جب یہ ہو گا تو آپ یقین رکھیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی آئندہ نسلوں کی دین پر قائم رہنے کی اور دنیا میں ڈوب کر تباہ و برباد ہونے سے بچنے کی ضمانت آپ کو مل جائے گی۔ اس ضمن میں پھر ایک دوسری اہم بات جو آج مَیں عورتوں کو کہنی چاہتا ہوں وہ **تبلیغ کی طرف** توجہ دینے کی ہے۔

تبلیغِ دین کا کام بھی عورتوں کو کرنا چاہیئے۔ یہ نہ سمجھیں کہ صرف مردوں کا کام ہے۔ اس کے لئے پہلے اپنا دینی علم بڑھائیں۔ اگر آپ کو اپنا علم نہیں ہو گا تو دوسروں کو کیا دیں گی۔ قرآنِ کریم سے سیکھیں۔ جماعت کا لٹریچر پڑھیں ۔ لجنہ کی چند ایک ممبرات کی تبلیغ سے یا بڑی جماعتوں میں سو دو سو لجنہ کی ممبرات سے تبلیغ کے کام نہیں انجام دیئے جائیں گے۔ ہر ممبر کو اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اس کے لئے جیسا کہ میں نے کہا ہر

ایک کو اپنا علم بڑھانے کی ضرورت ہے۔ یہاں رہنے والی تمام احمدی خواتین کو کسی نہ کسی رنگ میں اپنے آپ کو تبلیغی سرگرمیوں میں شامل کرنا چاہئے۔ چاہے وہ لٹریچر کی تقسیم ہے، لیف لیٹنگ ہے۔ ذاتی رابطے ہیں۔ عورتوں سے لڑکیوں سے رابطے کریں، مردوں سے نہیں۔ اُن تک پیغام پہنچائیں اور بعض دفعہ بعض گھر ایسے ہیں مَیں جانتا ہوں، کئی عورتیں نئی احمدی ہوئی ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ عورتوں کے ذریعے سے، اپنی سہیلیوں کی وجہ سے اُن کو احمدیت کا پتہ لگا اور انہوں نے احمدیت قبول کی۔ گھروں میں اُن کے خاوندوں نے یا اُن کے والدین نے مخالفت کی لیکن وہ بڑی ثابت قدمی سے قائم رہیں اور آہستہ آہستہ اپنے خاندان والوں کو بھی جماعت میں شامل کر لیا۔ آپ لوگ واقعات پڑھتی ہیں، تقریریں سنتی ہیں کہ عورتوں نے یہ کام کیا، اسلام کی قرونِ اولیٰ میں یہ کام کیا یا اس زمانے میں عورتوں نے فلاں کام کیا۔ لیکن یہ باتیں صرف دلچسپی لینے کے لئے نہیں ہیں بلکہ آپ کو اس بات کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہیں کہ آپ میں سے بھی ہر عورت کو یہ کام کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ واقعات میں آتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ سے ایک وفد یہ کہنے کے لئے حاضر ہوا تھا کہ آپؐ مدینہ ہجرت کر جائیں تو اس میں ایک عورت بھی شامل تھی اور اس نے بڑی شدت سے اس بات پر زور دیا اور بعد میں جو اسلام کی جنگیں ہوئیں یا جب بھی ضرورت پڑی تو وہ عورت ہمیشہ اپنی خدمات پیش کرتی رہی۔ اپنے بچے اُس نے اسلام کے جہاد کے لئے پیش کئے اور اُن کو قربان کیا۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد 8 صفحہ 441-442 "ام عمارۃ" دارالکتب العلمیۃ بیروت 2005)

تو عورتیں بہت بڑے بڑے کام کرتی رہی ہیں اور اب بھی کرتی ہیں۔ لیکن اُن کے قصے سن کر ہمیں صرف اسی بات پر اکتفا نہیں کر لینا چاہئے بلکہ خود بھی اس سوچ کے ساتھ اپنے منصوبے اور پروگرام بنانے چاہئیں کہ ہمارا بھی کام ہے کہ ہم جو ادھر اُدھر وقت ضائع کرتی ہیں، اپنے وقت کو اس طرح سنبھالیں، اس طرح ترتیب دیں کہ ہمارے وقت میں سے ہفتہ میں کچھ نہ کچھ، کوئی نہ کوئی وقت تبلیغ کے لئے ضرور نکلے اور ذاتی رابطے کریں، دوستیاں کریں۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا عورتوں کا یہی کام ہے کہ عورتوں میں تبلیغ کریں۔ اللہ کرے کہ آپ میں سے ہر ایک حقیقی اور سچی روح کے ساتھ قرآنِ کریم کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے والی بن جائے ایک احمدی عورت کا تقدس اور وقار آپ کی ہر خواہش پر حاوی ہو جائے۔ آپ کی گود سے احمدیت کے وہ فدائی نکلیں جو ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں اور دنیا میں ایک انقلاب لانے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ دعا کر لیں